© rasailojaraid.com

قرآن مجید میں مستعمل

بعض معرب الفاظ کی تحقیق

درہم و دینار

ف۔ عبدالرحیم

یہ دونوں لفظ قرآن مجید میں ایک ایک بار آئے ہیں۔ درہم سورہ یوسف میں حضرت یوسفؑ کے بیچے جانے کے سیاق میں آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍۭ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ (یوسف: ۲۰)	انہوں نے تھوڑی سی قیمت پر چند درہموں کے عوض اسے بیچ ڈالا۔

دینار سورہ آل عمران کی ۷۵ ویں آیت میں آیا ہے۔ اہل کتاب کے بارے میں ارشاد باری ہے:

وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ۭ	اہل کتاب میں کوئی تو ایسا ہے کہ اگر تم اس کو مال و دولت کا ایک ڈھیر بھی دے دو تو وہ تمہارا مال تمہیں ادا کر دے گا اور کسی کا حال یہ ہے اگر تم اسے ایک دینار بھی دو وہ اسے ادا نہیں کرے گا الّا یہ کہ تم اس کے سر پر سوار ہو جاؤ۔

درہم و دینار دونوں رومی سکے تھے جو زمانہ جاہلیت سے عرب میں رائج تھے۔ درہم چاندی کا تھا اور دینار سونے کا۔

مفسرین نے ان دونوں لفظوں کی اصل کے بارے میں کچھ نہیں لکھا ہے۔ البتہ علماء

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لغت نے ان کی لغوی تحقیق کی ہے۔

درہم :

مشہور عالم لغت ابن درید اپنی کتاب 'جمہرۃ اللغۃ' میں اسے معرّب بتاتے ہوئے کہتے ہیں کہ "عرب اس کو قدیم زمانے سے استعمال کرتے چلے آرہے ہیں"۔ [۱]

جوالیقی نے بھی اپنی کتاب "المعرّب" میں یہی بات کہی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

درھم معرّب وقد تکلمت به العرب قدیماً اذ لم یعرفوا غیرہ والحقوہ بهجرع [۲]	درہم معرّب ہے۔ عرب قدیم زمانے سے اسے بولتے آرہے ہیں کیونکہ اس کے علاوہ کوئی دوسرا لفظ انہیں معلوم نہیں تھا۔ اس لفظ کو انہوں نے ہجرع کا ہم وزن بنالیا۔

یہ لفظ کس زبان سے ماخوذ ہے اس کے بارے میں انہوں نے کچھ نہیں بتایا۔ البتہ 'صحاح' میں جوہری نے اسے فارسی بتایا ہے [۳]۔ 'لسان العرب' کے مولف ابن منظور نے بھی اسے اصلاً فارسی بتایا ہے۔ وہ کہتے ہیں:

الدرهم والدرهم لغتان، فارسی معرّب، ملحق ببناء کلامهم فدرهم کهجرع ودرهم کقِمطر [۴]	لفظ درہم دہ کے فتحہ اور کسرے کے ساتھ دونوں ہی طرح بولا جاتا ہے۔ یہ لفظ فارسی ہے جو عربی میں لے لیا گیا ہے۔ دونوں صیغے عربی زبان کے اوزان کے موافق ہیں۔ چنانچہ درہَم ہجرع کے وزن پر ہے اور درہِم جعفرد کے وزن پر۔

علما لغت کا یہ قول کہ درہم فارسی سے ماخوذ ہے ایک حد تک درست ہے کیونکہ یہ لفظ گو کہ فارسی نہیں ہے مگر عربی میں فارسی ہی کی وساطت سے آیا ہے۔ جدید فارسی میں یہ لفظ درہم کی شکل میں بھی پایا جاتا ہے۔ پہلوی میں اس کی دو شکلیں پائی جاتی ہیں درہم اور درخم۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دراصل یہ لفظ یونانی ہے۔ یونانی میں اس کی اصل δραχμή (درخمے) ہے جو پہلوی میں پہلے دِرَخْم بنی پھر درھم

دینار :

دینار کے بارے میں ابن درید اپنی کتاب 'جمہرۃ اللغۃ' میں کہتے ہیں:

والدینار فارسی معرب واصلہ دنّار۔ وھو اِن کان معرّبًا فلیس تعرف لہ العرب اسمًا غیر الدینار فقد صار کالعربی وکذالک ذکرہ اللہ تعالیٰ فی کتابہ لأنّہ خاطبھم بما عرفوا...[5]

دینار فارسی سے عربی میں ماخوذ ہے۔ اس کی اصل دنّار ہے۔ اگرچہ یہ معرّب ہے لیکن عرب اس کے لیے کوئی دوسرا لفظ نہیں جانتے اس لیے وہ بالکل عربی ہی کی طرح ہو گیا ہے اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی کتاب میں استعمال کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عربوں کو اسی زبان میں مخاطب کیا ہے جیسے وہ جانتے تھے۔

'لسان العرب' کے مولف نے بھی اسے فارسی سے ماخوذ بتایا ہے[6]۔ 'معزدات غریب القرآن' کے مولف راغب اصفہانی نے بھی اسے فارسی بتایا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ فارسی زبان میں اس کی اصل "دین آر" ہے یعنی شریعت اسے لے آئی[7] ان کا یہ قول درخور اعتنا نہیں۔

جوالیقی نے بھی اپنی کتاب 'المعرّب' میں اسے معرّب بتاتے ہوئے ابن درید کا مذکورہ بالا قول نقل کیا ہے[8]۔ جلال الدین سیوطی نے بھی 'اتقان'[9] اور 'مہذب'[10] میں اسے قرآن مجید میں مستعمل ہونے والے عربی الفاظ میں شامل کیا ہے۔

حقیقت میں دینار لاطینی لفظ ہے اور اس کا امکان ہے کہ یہ لفظ بھی درہم کی طرح عربی میں فارسی کی وساطت سے لیا گیا ہو۔

لاطینی میں دینار کی اصل denarius ہے جو لفظ deni سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں "دس دس"۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ دینار میں پہلے دس آس (as) ہوتے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تھے اور یہ آس تانبے کا سکہ تھا۔ دینار کا لفظ لاطینی سے یونانی میں بھی منتقل ہوا چنانچہ یونانی میں اس کی شکل δηνάριον (دیناریون) ہے۔

حواشی

۱۔ ابن درید، جمہرۃ اللغۃ، دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدر آباد، ۲۶۸/۳

۲۔ جوالیقی، المعرب، تحقیق احمد شاکر، ص ۱۴۸

۳۔ جوہری، الصحاح،

۴۔ ابن منظور، لسان العرب، الدار المصریۃ للتالیف والترجمۃ، ۸۹/۱۵

۵۔ جمہرۃ اللغۃ، ۲۵۸/۲

۶۔ لسان العرب، ۳۷۸/۵

۷۔ راغب اصفہانی، المفردات فی غریب القرآن، البابی الحلبی، ۱۹۶۱، ص ۱۷۲

۸۔ المعرب، ص ۱۲۹

۹۔ جلال الدین سیوطی، الاتقان فی علوم القرآن، البابی الحلبی، ۱۹۰۱، ۱۲۸/۱

۱۰۔ جلال الدین سیوطی، المہذب فیما وقع فی القرآن من المعرب، تقدیم وتحقیق الدکتور التہامی الراجی الہاشمی، صندوق احیاء التراث الاسلامی، المغرب، ص ۸۸۔

© rasailojaraid.com